موعظۃ و ذکریٰ

خیرات

مولانا قاضی زین العابدین صاحب سجاد میرٹھی

"خیرات" ایک فعل مستحسن ہے اور اس سے زیادہ مستحسن یہ ہے کہ وہ اپنے موقع اور محل پر ہو۔

خیرات مصر میں بہت زیادہ ہے، لیکن مستحقین تک اس کا پہنچنا اور ضرورتمندوں کا اس سے متمتع ہونا، بہت کم ہے۔ اگر "مخیرین" خیرات کے وقت اس کے صحیح مصرف کے انتخاب کا بھی خیال رکھتے، تو کوئی سُننے والا، رات کی تاریکیوں میں کسی مصیبت زدہ کی فریاد، اور کسی غمگین کی آہ نہ سُن سکتا۔

"خیرات" "بخشش" کا نام نہیں جیسا کہ عام طور پر سمجھا جاتا ہے، کیونکہ بخشش کبھی دکھاوے کے لئے ہوتی ہے کبھی ایک جال ہوتا ہے جسے بخشش کرنے والا لوگوں کے دلوں کو قید کرنے اور ان کی گردنوں کو پھانسنے کے لئے بچھاتا ہے، اور کبھی اس کی حیثیت "راس المال" کی ہوتی ہے جس کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ تھوڑا خرچ کرکے زیادہ حاصل کیا جائے۔

فی الحقیقت، خیرات انسانی طبیعت کے ایک شریفانہ جذبہ کا نتیجہ ہے، جو بدبختی و بدنصیبی کے المناک مناظر دیکھ کر متحرک ہوتا ہے۔ لوگوں نے عام طور پر جس چیز کا نام خیرات رکھ چھوڑا ہے اگر وہ واقعی خیرات ہوتی تو وہ اپنی حدود سے باہر خرچ نہ ہوتی۔

خیرات مصر میں بے قید ہے، اس کا کوئی نظام نہیں۔ غیر مستحق اسے وصول کرتے ہیں اور مستحق محروم رہجاتے ہیں

نہ اس سے مصیبت زدوں کی مصیبت دور ہوتی ہے اور نہ حاجت مندوں کی حاجت پوری ہوتی ہے۔ ابوالعلا کے قول کے مطابق، ایسے ناسمجھ بادلوں سے تشبیہ دی جاسکتی ہے جو صحرا و نخلستان میں تمیز نہیں کرتے۔

خیرات مصری میں یہ ہے کہ ایک دولتمند کسی مقبرہ پر حاضری دیتا ہے اور "نیاز کے صندوق" میں مٹھی بھر چاندی یا سونا ڈال دیتا ہے، پھر اسے وہ لوگ نکال لیتے ہیں جو زندگی کے عیش و آرام اور طبیعت کے سکون و اطمینان کے لحاظ سے اس دولتمند سے کہیں برتر ہوتے ہیں اور خوب گلچھرے اڑاتے ہیں یا کچھ بکریاں اور بھیڑیں لے جاکر کسی قبر کے سرہانے ذبح کر دیتے ہیں، حالانکہ صاحب قبر نعم آخرت کی لذتوں میں مدہوش یا عذاب قبر کی تکلیفوں میں مضطرب، اس قابل نہیں ہوتا کہ وہ اس گوشت اور ہڈی کی طرف توجہ کرسکے۔

کاش یہ دولتمند اس نذر و نیاز کے ہدیہ کو اپنے اس محتاج پڑوسی کے گھر بھیجتا جس کی ساری رات فاقہ کی مصیبت سے کروٹیں بدلتے گزرتی ہے اور ایک ایک دانہ کو محتاج ہے۔

ہمارے مخیرین کے خیال میں خیرات کا اعلیٰ درجہ یہ ہے کہ وہ چند ہزار اشرفیاں کسی ایسے شہر میں ایک مسجد کی تعمیر پر صرف کردیں جہاں پہلے ہی نمازیوں سے زیادہ مسجدیں موجود ہوں۔ اور جہاں محتاجوں اور غریبوں کی ایک بڑی تعداد عبادت گاہوں کی نہیں بلکہ خیرات خانوں کی ضرورت مند ہو۔ یا ایک عظیم الشان عمارت، جس کے بلند و بالا قبے، عریض و وسیع صحن، منقش گوشے، اور مطلا دیواریں اور چھتیں دیکھنے والے کو حیران کردیں، "سبیل" کے نام سے بنا کر کھڑی کردیں۔ آپ کو اس نام سے حیران نہ ہونا چاہئے، "سبیل" کی حقیقت یہ ہے کہ وہ ایک مکان ہوتا ہے جس میں پانی کا ایک حوض بنا ہوتا ہے اور اکثر اس مکان اور نہر میں چند قدموں سے زیادہ فاصلہ نہیں ہوتا اور یوں بھی پانی اور ہوا خدا کی ایسی نعمتیں ہیں جنھیں لٹانے میں ہم نے کوتاہ دستی سے کام نہیں لیا یا ایک گراں قدر جائداد اس مقصد کے لئے وقف کردیں کہ اس کی آمدنی سے اس کاہل و جاہل گروہ کی خدمات حاصل کی جائیں جو قرآن کریم اور وظائف و اوراد کی تلاوت مزدوری کے طور پر کرتے ہیں اس قسم کے مخیر اگر خیرات کی حقیقت سمجھنے کی کوشش کرتے تو انھیں معلوم ہوجاتا کہ کار خیران دین فروشوں کی شکم پری

نہیں ہے بلکہ ان کو بھوکا رکھنا چاہئیے تاکہ یہ مجبور ہو کر کوئی مفید صنعت سیکھیں اور کسی شریفانہ پیشہ کو اپنا ذریعہ معاش بنائیں۔ کیا ان مخیرین کو معلوم نہیں کہ خداوند قدوس ان لوگوں کی عبادت کو ناقابل التفات سمجھتا ہے جنھوں نے اسے کاروباری حیثیت سے اختیار کر رکھا ہے اور اسے اپنی آسانی کا ذریعہ بنا لیا ہو۔ اس کی درگاہ میں اس حیلہ گر جماعت کی قدر نہیں ہے جسے عوام "مشائخ طریقت" سمجھتے ہیں حالانکہ درحقیقت وہ "قطاع طرق" ہیں ان مصنوعی مشائخ طرق اور قطاع طرق میں اسکے سوا اور کیا فرق ہے کہ وہ بندوقوں اور لاٹھیوں سے مسلح ہوتے ہیں اور یہ تسبیحوں اور مسواکوں سے۔ یہ نیکدل اور سادہ لوح لوگوں کی دولت پر اس طرح دھاوا بولتے ہیں جس طرح ٹڈی دل ہری بھری کھیتوں پر، اور آناً فاناً چٹ کر جاتے ہیں۔

خیرات کا بدترین مصرف وہ گداگر ہیں جو صبح سے شام تک زمین کو ناپتے پھرتے ہیں اور چوراہوں پر، سڑکوں کے گوشوں میں، مزاروں کے دروازوں پر، پرا جمائے کھڑے رہتے ہیں، اپنی کرخت صداؤں سے کان کے پردے پھاڑے ڈالتے ہیں اور اپنی بدہیئت صورتوں سے نگاہوں کو گھنیاتے ہیں اور ہر پیدل اور سوار اور ہر کھڑے بیٹھے کو اپنے کندھوں سے ڈھکیلتے ہیں۔ لوگوں کا تعاقب کرتے ہیں اس قدر تیز گام ہیں کہ آسمان سے ٹوٹنے والا کوئی ستارہ، اور زمین سے اڑنے والا کوئی پرندہ ان کی تیز رفتاری کا مقابلہ نہیں کرسکتا۔ اگر آپ چاہتے ہیں کہ ان گداگروں کی صحیح حیثیت کا اندازہ کریں، اور یہ جانیں کہ آپ کی شفقت و رحمت اور آپ کے جود و کرم کے یہ کس حد تک مستحق ہیں تو آپ کو معلوم ہونا چاہئیے کہ یہ طبقہ اہل و عیال کے بار سے سبکدوش اور خانہ داری کی پریشانیوں سے آزاد ہوتا ہے۔ اس کی وجہ یہ نہیں کہ وہ اس ذمہ داری سے عہدہ برآ ہونے کے قابل نہیں ہوتے، ان کے پیشہ کی زرخیزی انھیں اجازت دیتی ہے کہ وہ راحت و فراغت کی متاہلانہ زندگی بسر کریں۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ حرص نے ان کی روح کو مردہ اور ان کے قلب کو افسردہ کر دیا ہے وہ لاکھوں جتن کرکے دولت جمع کرتے ہیں اور پھر یہ دولت ان کے کسی کام نہیں آتی۔ اس کا مصرف صرف

یہ ہوتا ہے کہ وہ زیر زمین دفن کردی جائے تاکہ مرنے کے بعد بھی ان کی دمساز رہے یا ان کی گدڑی میں سل جائے تاکہ غسال کو بطور غنیمت بار وہ کے ہاتھ لگے۔

اس گروہ کے حرص و طمع کی انتہا یہ ہے کہ حصول دولت کی راہ میں وہ مصیبتیں برداشت کرنے کے لئے تیار رہیں جو ایک مجاہد راہ خداوندی میں برداشت کرسکتا ہے۔ ان میں سے کوئی اپنے ہاتھ کو کاٹ ڈالتا ہے کوئی اپنی ٹانگ کو جدا کردیتا ہے، کوئی اپنی آنکھوں کو پھوڑ لیتا ہے تاکہ "خیرات" دینے والوں کی زیادہ سے زیادہ ہمدردی حاصل کرسکے۔ ایک گداگر جب دوسرے کو اپنے سے زیادہ اپاہج اور زیادہ بدہیئت دیکھتا ہے تو وہ اس پر حسد کرتا ہے۔

بیان کیا جاتا ہے کہ ایک مرتبہ دو گداگر جن میں سے ایک کی ٹانگ کٹی ہوئی تھی اور اس نے مصنوعی لکڑی کی ٹانگ لگا رکھی تھی اور دوسرا آنکھوں سے محروم تھا ایک دوسرے سے ملے اور اس موضوع پر گفتگو ہونے لگی کہ دونوں میں سے کس کی مصیبت لوگوں کے قلوب کو مضطرب، ان کی آنکھوں کو پُرنم، اور ان کے دست کرم کو متحرک کرنے والی ہے۔ چنانچہ ایک گداگر نے دوسرے سے کہا، خدا نے تجھے نابینائی کی دولت سے نوازا ہے اُس نے تیری آنکھوں میں جالا ڈال کر تیرے ہاتھ میں ایسا جال دیدیا ہے جس میں لوگوں کے دلوں کو پھانسا جاسکتا ہے اور ان کی دولت کا شکار کیا جاسکتا ہے۔ دوسرے گداگر نے جواب دیا۔ بھائی میری اندھی آنکھیں تیرے اس وزنی چوبی قدم کا کیا مقابلہ کرسکتی ہیں جو ہر سال اپنے ہم وزن سونا گھسیٹ لیتا ہے۔

سب سے بڑا ظلم جو کوئی انسان انسانی سوسائٹی کے ساتھ کرسکتا ہے یہ ہے کہ وہ ان گداگروں کی مالی مدد کرکے انھیں اپنے پیشہ میں کامیاب ہونے کا موقع دے اور دوسرے آرام طلب اور کاہل وجود لوگوں کو ترغیب دے کہ وہ اس پیشہ کو اختیار کرکے دوسروں کی گاڑھی کمائی پر ڈاکہ ڈالیں۔

ان گداگروں کی مدد کرنے والا انسانی سوسائٹی کے جسم میں سے ایک عضو کو کاٹ کر بیکار کردیتا ہے اگر وہ اسے نہ کاٹتا تو یقیناً وہ سوسائٹی کے لئے مفید و کارآمد ثابت ہوتا۔ اس طرح وہ انبیار دستکار کی ہزار ہا سال

کی ان کوششوں پر پانی پھیر دیتا ہے جو انھوں نے عالم انسانیت کی اصلاح، اس کی اخلاقی برتری اور اسکی عملی سربلندی کے لئے انجام دیں۔ کیا تم اس کارِ خیر سے بدتر کوئی کار بد بتا سکتے ہو اور کیا اس بھلائی سے زیادہ بری کسی برائی کا نام لے سکتے ہو۔

ہمارے مخیرین جو رقم بطور خیرات خرچ کرتے ہیں وہ کچھ معمولی نہیں ہے اگر کوئی کہنے والا کہے کہ اس کی تعداد صرف مصر میں ایک ملین پونڈ سالانہ ہے تو وہ اس اندازہ لگانے میں غلطی نہ کرے گا۔

ایک بار میں نے ایک معزز رئیس سے جو خیرات و صدقات میں شہرت رکھتے ہیں پوچھا کہ آپ ہر سال کس قدر رقم بطور خیرات خرچ کر دیتے ہیں؟ انھوں نے اپنی ڈائری نکالی اور اس کا ایک صفحہ کھول کر میرے سامنے رکھ دیا۔ اس میں سالانہ صدقات کی رقوم کی حسب ذیل تفصیل درج تھی:۔

مشائخ طرق کی ضیافتیں	۱۰ گنی سالانہ
حضرات بیومی عفیفی و شطوطی کے میلاد[۱]	۶۰ " "
مسجد اور مکان پر قرآن اور وظائف کی تلاوت کرنے والوں کے روزینے	۷۲ " "
ان بزرگوں کی اولاد کو عطیات جو اپنے اسلاف کی شہرت بیچ کر پیٹ پالتے ہیں	۳۰ " "
دریوزہ گروں کو صدقات	۱۸ " "
مزارات کے صندوقوں کے لئے	۱۰ " "
مذہبی تہواروں پر روٹی گوشت اور کپڑوں کی تقسیم	۴۰ " "
مجموعہ :-	۲۴۰ گنی سالانہ

---

[۱] مصر میں، صرف رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہی کا مولود نہیں ہوتا بلکہ نام بنام تمام اولیاء کرام کے مولود ہوتے ہیں اور یہ دستور وہاں شیعی سلاطین فاطمیین کے زمانہ سے جاری ہے۔ مشہور مصری مورخ محمد عزت دروزہ کی یہی تحقیق ہے (مترجم)

غور فرمایئے دو سو چالیس پونڈ سالانہ کی رقم وہ رقم ہے جسے صرف ایک اوسط درجہ کا دولتمند ہر سال بطور صدقات خرچ کر دیتا ہے، مصر میں سیکڑوں اس کی برابر، ہزاروں اس سے کم، اور دسیوں اس سے زیادہ دولتمند مخیر ہوں گے۔ لہذا کاہل اور بے عمل انسانوں کی کاہلی اور بے عملی کی ہمت افزائی کے لئے مصر میں سالانہ جو رقم خرچ کی جاتی ہے اگر اس کا اندازہ ایک ملین پونڈ لگایا گیا ہے تو کیا زیادہ لگایا گیا ہے۔

میں یقین کامل کی روشنی میں کہہ سکتا ہوں کہ خیرات کی یہ رقم خطیر اگر اپنے صحیح مصرف پر خرچ ہوتی، ملت کے سود و بہبود کے حقیقی کاموں کی طرف توجہ کی جاتی، اور قوم کی واقعی ضرورتوں کو پورا کیا جاتا تو بے شبہ آج "ملت مصریہ" عروج و کمال کی آخری چوٹی پر ہوتی اور سعادت و فراغت کی اس نعمت سے ہمکنار ہوتی، جس کی طرف نگاہیں اُٹھا اُٹھا کر وہ بحسرت دیکھ رہی ہے۔

لہذا میں آج کی صحبت میں "خیرات" کی تنظیم کے متعلق ایک ضروری اور مفید تجویز پیش کرتا ہوں اور ان اصحاب صحف و اہل قلم کو جن کا واحد مقصد ہنگامہ خیزی اور جذبات انگیزی نہیں، اور جو قوم میں تفرقہ و تخریب ہی کے درپے نہیں بلکہ ملت کے تعمیری کاموں میں بھی حصہ لینے کے لئے آمادہ ہیں، درخواست کرتا ہوں کہ وہ اس تجویز کے متعلق اپنی گراں قدر آرا کا اظہار فرمائیں اور اگر ان کی رائے میں یہ تجویز مفید ہو تو اسے عملی صورت دینے میں میری مدد فرمائیں۔ میری تجویز یہ ہے:۔

رہنمایان قوم، علماء کرام اور اہل الرائے اصحاب کی ایک انجمن جمعیت "خیرات" کے نام سے قائم کی جائے۔ اس کا صدر دفتر قاہرہ میں ہو اور شاخیں ملک کے ہر ہر شہر میں۔

اس انجمن کے فرائض جنھیں وہ اپنی شاخوں کے ساتھ مل کر انجام دے حسب ذیل ہوں:۔

(۱) فاضل اہل قلم اور لائق مقررین کی ایک جماعت کی خدمات حاصل کی جائیں جو عصر حاضر کے وسائل نشر و اشاعت اور ذرائع تبلیغ و تلقین سے کام لیکر افراد قوم کو بتائیں کہ خیرات کا صحیح مفہوم جو شریعت نے مقرر کیا ہے، کیا ہے؟ اس کا حقیقی مقصد کیا ہے اور اس کے بہترین مصارف کیا ہیں، جو دنیا اور آخرت کی

سعادتوں کے ضامن ہو سکتے ہیں۔

(۲) پوری کوشش کی جائے کہ یہ انجمن لوگوں میں اس درجہ اعتماد حاصل کر لے کہ وہ اسے اپنا "بیت المال" قرار دینے میں تامل نہ کریں۔ یہ انجمن مختار عام کی حیثیت سے اہل خیر سے صدقات وصول کرے اور اسے صحیح مستحقین پر خرچ کر دے۔ اہل خیر ماہانہ یا سالانہ ایک معین رقم ادا کریں اور پھر یہ اپنے خدا اور قوم کے سامنے اپنی ذمہ داریوں سے سبکدوش ہو جائیں۔

(۳) اس انجمن کی جمع کردہ رقوم سے ان یتیموں کی پرورش کی جائے جن کا کوئی سرپرست نہ ہو، ان محتاجوں کی ضروریات پوری کی جائیں جو کمانے سے معذور ہوں، ان شریف ضرورت مندوں کی دستگیری کی جائے جنھیں زمانے کے بے درد ہاتھوں نے عزت کی بلندیوں سے گرا کر نکبت کے غاروں میں ڈھکیل دیا ہے، اور وہ بیچارے اپنے بزرگوں کی لاج کی خاطر کسی سے اپنی مصیبت بیان بھی نہیں کر سکتے۔ ملت کے ان غریب و شریف بچوں کی تعلیم کا انتظام کیا جائے جن کی پیشانیاں ذہانت و فطانت کے نور سے منور ہوں اور جن کی دماغی صلاحیتوں سے قوم کا مستقبل سنورنے کی توقع ہو (ایسے لوگوں کو تعلیم دینے کی ضرورت نہیں جو اپنی نسلی روایات کے مطابق قوم میں ایک ترقی یافتہ گداگروں کے گروہ کا اضافہ کر دیں۔)

اِن کے علاوہ دوسرے کارہائے خیر بھی معین کئے جا سکتے ہیں جو فی الحقیقت "خیرات" کا صحیح مصرف ہوں اور "خیرات" کا مفہوم ان پر حقیقی معنی میں صادق آئے میں اعتماد کی پوری قوت کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ جو شخص اس راہ عمل میں پہلا قدم اُٹھائے گا، اور "جمعیت خیرات" کی عمارت کا پہلا پتھر رکھے گا وہ خدا کا وفادار ترین بندہ، اور قوم کا مبارک ترین فرد ہوگا فھل منکم رجل رشید!

(منفلوطی)